اُردو شاعری کا ایک معتبر حوالہ
ثقلین جعفری

محمد اسماعیل جوئیہ

Muhammad Ismail Joiya

Ph.D Scholar, Department of Urdu,

Islamia University, Bahawalpur.

ڈاکٹر شمائلہ مہرین

Dr. Shumaila Mehreen

Ph.D Scholar, Department of Urdu,

Islamia University, Bahawalpur.

Abstract:

In the tradition of Urdu Ghazal, the name of Saqleen Jafri is known as an important and reliable reference. Your Ghazal is very strong both artistically and intellectually. You have beautifully incorporated many of the thems scattered around you in to your poetry. Your topic not only love and romance but also political, social and economic topics you have describe with interest. Your book how to be perfect in love is very good exmplae of urdu Ghazals. Apart from Ghazal, he also wrote poems, Naats, Hamd, Slaam and Qataas which are his own exemple in urdu literature. His Ghazals are adorned with rare and rare smiles. Your stile is commen csnese and simple which is easly understood even by an ordinary reader. Your poetry is charming combination of classicism and innovation. Your book is beautiful edication to urdu poetry which no less than a valuable asset.

بندشِ الفاظ جُڑنے سے نِگوں کے کم نہیں
شاعری بھی کام ہے آتش مرصّع ساز کا

خواجہ حیدر علی آتش نے شاعری کے بارے میں یہ شعر لکھ کر شاعر اور شاعری کے باہمی رشتے کو جو وقار بخشا ہے اس کی

مثال نہیں ملتی۔ شعر کہنا کوئی آسان کام نہیں پھر شعر کے اندر مختلف موضوعات کو سمونا اس سے بھی بڑی کاریگری ہے۔ شاعری کی بہت سی اصنافِ سخن ہیں۔ جیسے نظم، آزاد نظم، مرثیہ، قصیدہ، مثنوی، ہائیکو اور غزل پھر ان کی آگے مزید اقسام ہیں لیکن جو عزت اور مقام اردو غزل کے حصّے میں آیا وہ کسی اور کو نصیب نہ ہو سکا۔ اردو غزل نے اپنے اندر بے شمار موضوعات کو سمیٹا، جیسے سیاسی، سماجی، معاشی، معاشرتی، مذہبی، تمدنی اور تہذیبی بہت سے ایسے موضوعات ہیں جو غزل کے دامن سے لپٹے ہوئے نظر آتے ہیں۔

امیر خسرو سے شروع ہونے والے غزل کے اس سفر نے بہت اُتار چڑھاؤ دیکھے، ولی دکنی سے پہلے غزل کے دو ادوار گزر چکے تھے پہلا دور حضرت امیر خسرو سے شروع ہوتا ہے جس دس شعرا ہیں اور دوسرا دور قلی قطب شاہ سے شروع ہوتا ہے جس میں کل چودہ شعرا نے طبع آزمائی کی اس کے بعد ولی دکنی کا دور شروع ہوتا ہے۔ ولی اردو غزل کو نئے مضامین سے روشناس کروایا۔ لیکن آپ کا سب سے بڑا اور جاندار موضوع جمال پسندی ہے اس لیے تو ڈاکٹر سید عبداللہ نے آپ کو جمال دوست شاعر کہا ہے۔ اس کے بعد غزل کا تاج میر و غالب کے سر پہ سجایا گیا پھر اس کارواں نے اپنا سفر انتہائی سنجیدگی سے شروع کیا جو اقبال سے ہوتا ہوا فیض تک آ پہنچا اس کے بعد ناصر کاظمی، حفیظ جالندھری، حسرت موہانی، فانی، جگر، اصغر، یگانہ اور فراق کی خوب صورت آوازوں نے اردو غزل کو بامِ عروج تک پہنچایا۔ اس کے بعد اس روایت میں احمد ندیم قاسمی، امجد اسلام امجد، قتیل، محسن نقوی نے اردو غزل کے بالوں کو سنوارا اور مختلف موضوعات کو نئے انداز سے بیان کیا۔ اسی دورِ حاضر میں افتخار عارف، سید منور ہاشمی، عباس تابش، اظہر فراغ، افضل خان، قمر رضا شہزاد، شہزاد نیر اور ثقلین جعفری جیسے شعرا نے اردو غزل کو وہ غنایت اور خوبصورت لب و لہجہ بخشا کہ اردو غزل کی شان اور آن میں مزید اضافہ ہوا۔

میں اپنے اس مضمون میں خوب صورت لب و لہجہ اور منفرد اسلوب کے حامل شاعر ثقلین جعفری کی کتاب ''محبتوں میں کمال کیسے'' کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ پیش کروں گا۔ یہ کتاب نگارشات پبلشرز لاہور والوں نے ۲۰۲۱ء میں شائع کی اس کتاب میں کل ایک سو بیس غزلیں شامل ہیں۔ یہ کتاب کل ۲۴۸ صفحات پر مشتمل ہے۔

ثقلین جعفری کا دل عشقِ محمدی اور اہل بیت کی محبت سے سرشار ہونے کے ساتھ ساتھ اُس ذاتِ کبریا کی محبت میں بھی ڈوبا ہوا ہے جو کُل جہانوں کا مالک ہے۔ اس لیے آپ نے بھی دیگر شاعروں کی روایت سے انحراف نہیں کیا۔ بل کہ اپنی کتاب کی ابتدا اللہ پاک کی حمد و ثنا اور توصیف و تعریف سے کی ہے اور اللہ پاک کی عقیدت و محبت کو ہی اُنھوں نے اپنی جاہ و حشمت قرار دیا ہے اور اُس ذات کو بزرگ و برتر مانتے ہوئے اُسی سے معافی اور بخشش کی طلب کی ہے۔ دو اشعار دیکھیں:

میں تیری عقیدت کے ہی گُن گاؤں جہاں میں
یہ میرا اثاثہ ہے ، مرا جاہ و حشم ہے
مالک تیرا ثقلین تیرے در کا بھکاری
بخشش کا طلب گار ، طلب گار کرم ہے(۱)

آپ نے حمد، نعت اور سلام میں انتہائی عقیدت و محبت کا اظہار کیا ہے اس حوالے سے آپ کے خیالات نہایت پاکیزہ الفاظ مترنم اور لب و لہجہ منفرد اور دلکش ہے۔ آپ نے اپنی نعت اور سلام میں اشعار کو جس نفاست اور مہارت سے صفحۂ قرطاس پر بکھیرا ہے وہ لازوال بھی ہے اور بے مثال بھی حسینؑ کے نام کو آپ نے جس طرح استعمال کیا ہے۔ وہ آپ کا اپنا ہی انداز ہے جس میں جدت بھی ہے اور نفاست بھی۔ انداز ملاحظہ ہو:

حسینؑ صرف یہی آپ کو بتانا ہے
زمانہ آج بھی کوفے کا شاخسانہ ہے
حسینؑ آیت تطہیر اِس پہ شاہد ہے
جہان سارے میں افضل تیرا گھرانہ ہے(۲)

شاعر ہو اور عشق و محبت کی بات نہ کرے، یہ ہو نہیں سکتا۔ شعرا نے محبت کو ہزار رنگوں میں بیان کیا ہے اپنے خیالات کو لفظوں کے پیکر میں نہایت عمدگی سے ڈھالا ہے۔ محبت حقیقی ہو یا مجازی اس کی لذت اور چاشنی اپنی جگہ ہے، محبت سرمایہ حیات بھی اور محبت کائنات بھی، محبت کرنے والے ہمیشہ زندہ رہتے ہیں۔ آپ نے اپنی غزلوں میں بے شمار جگہ ''محبت'' جیسے موضوع کو بیان کیا ہے۔ مگر ہر جگہ آپ نے محبت کا ذکر نئے انداز اور نئی طرز سے کیا ہے۔ وہ لفظوں کو اس طرح مالا میں پروتے ہیں کہ لفظوں سے خوشبو اور دلکشی جھانکتی ہوئی نظر آتی ہے۔ آپ نے محبت کے موضوع کو اتنے حسین رنگوں میں بیان کیا ہے کہ ہر دیکھنے والا خوش ہو جاتا ہے۔ آپ محبت میں زوال کے قائل نہیں ہیں۔ ثقلین جعفری دلکش اور حسین لفظوں کا ایک خوب صورت شاعر ہے۔ وہ محبت کے قائل ہیں اور اس کے راستے میں آنے والی تمام رکاوٹوں اور پریشانیوں کو ہنس کر برداشت کرنے کا درس دیتے ہیں۔ محبت کے حوالے سے ایک غزل کے چند شعر دیکھیں، جس میں آپ نے لفظ محبت، محبتیں اور محبتوں کے تکرار سے ایسا مترنم سماں پیدا کیا ہے جو تکرار کے باوجود بھی برا نہیں بل کہ دل کو بھاتا ہے۔ کیا انداز ہے؟

سوال کیسے جواب کیسے، محبتوں میں کمال کیسے
محبتیں تو محبتیں ہیں، محبتوں میں ملال کیسے
محبتیں ہیں حسین جذبے، محبتیں ہیں لطیف باتیں
محبتوں کی فقط سنو تم، محبتوں میں زوال کیسے
محبتیں بے مثال راہیں، محبتیں پاک باز جذبے
محبتیں تم سنبھال رکھنا، محبتوں میں نڈھال کیسے(۳)

غزل ہر زمانے میں لکھی گئی مگر دورِ حاضر میں جو پذیرائی نظم اور غزل کو ملی وہ کسی اور صنف کو نہ مل سکی۔ یہ غزل ہی کا حسن ہے کہ صرف دو مصرعوں میں معانی کا ایک جہاں نظر آتا ہے۔ اس حوالے سے دیکھا جائے تو غزل کا دامن بہت وسیع ہے۔ قافیہ و ردیف کی بندش اور عروضی پابندیوں کے ساتھ اک شعر میں کسی موضوع کو سمونا بہت مشکل ہے۔ گویا ''سوئی کے ناکے میں سے اُونٹ گزارنا ہے'' اس عمل کو جس حسین طریقے سے جناب ثقلین جعفری نے پورا کیا ہے وہ دورِ حاضر کے شعرا میں کم کم دکھائی دیتا ہے۔ آپ کے موضوعات اور غزل کی وسعت کے بارے میں ڈاکٹر اشرف شاہد اپنے ایک مضمون ''ثقلین جعفری کا نقشِ اوّل'' میں یوں لکھتے ہیں:

''فکری و فنی اعتبار سے غزل کا دامن کشادہ ہے۔ ہر نیا شاعر اس کشادہ دامن سے حسبِ استطاعت فیض یاب ہوتا ہے۔ یوں لہجے، خیال، اسلوب، تکنیک، بندش اور تزئین کی صورتیں سامنے آئی ہیں۔ زبان و بیاں الگ خصوصیات رکھتے ہیں۔ ثقلین جعفری کی شاعری اس تازہ کاری کی غماز ہے جسے جدید شعرا نے اپنی فکری و فنی مہارتوں سے مزیّن کیا ہے وہ

شعری لہجے سے خوب آ گاہ ہیں اوران کے ہاں عصری اسلوب صاف نظر آ تا ہے۔ یہ شاعری
ذاتی، سیاسی، سماجی اورنفسیاتی آ شوب کی شکر گزار ہے۔ اِسے پڑھتے ہوئے موجودہ حالات
کی قباحتوں کو دیکھا جا سکتا ہے۔'' (۴)

شاعر کبھی نا اُمید نہیں ہوتا۔ اُس کے اندر رجائیت کی ایک کرن ہمیشہ چمکتی رہتی ہے۔ ملک وقوم کے حالات چاہئے کتنے دگرگوں ہو جائیں۔ سیاسی، معاشی، معاشرتی اور تہذیبی اقدار چاہے جتنی مرضی دم توڑ جائیں۔ مگر ادیب اور شاعر قوم کے اندر ادب اور شاعری کے ذریعے پھر سے اُٹھنے کا پیغام دیتے ہیں۔ بہادری اور جواں مردی کا درس دیتے ہیں۔ ہمت اور حوصلہ بندھاتے ہیں۔ ہر مشکل کا ڈٹ کر مقابلہ کرنے کے لیے اپنے اشعار کے اندر تڑپ پیدا کرتے ہیں اور جوانوں کو بتاتے ہیں کہ کٹتے بھی چلو بڑھتے بھی چلو ہیں سر بھی بہت بازو بھی بہت۔ اقبال کا شاہین بھی تو اسی بات کی غمازی کرتا ہے۔ شاعر ہمیشہ آگے بڑھنے کا درس دیتا ہے، تھک کر میدان سے بھاگنے کا نہیں۔ وہ نوجوانوں کو مخاطب کرتا ہے کہ آپ ہی اسی ملک وملت کا قیمتی سرمایہ ہیں۔ آپ ظلم کے سامنے سر نہ جھکائیں بل کہ حق بات کے لیے ڈٹ جائیں۔ ثقلین جعفری کی شاعری میں بھی ہمیں جا بجا قوم کے جوانوں کے لیے اسی طرح کے کئی پیغام ملتے ہیں کہ ہر طرف روشنی کے دیپ جلاؤ تا کہ ہر طرف روشنیاں ہی روشنیاں ہو جائیں۔ اِسی طرح کے منظر کی عکاسی کرتی ہوئی ثقلین جعفری کی ایک غزل کے چند اشعار دیکھیں:

اب نئے کاندھوں پہ یہ بوجھ اُٹھایا جائے
خواب شرمندۂ تعبیر بنایا جائے
سب قدم ساتھ ملاؤ کہ کٹھن رستہ ہے
تھک کے جو بیٹھ گئے اُن کو اُٹھایا جائے
ہر دیپ جلیں اب تو اُجالے کے لیے
مل کے اب جشن رہائی کا منایا جائے
بات میری پہ ذرا غور کرو چارہ گرو
سبز پرچم کو ذرا مل کے سجایا جائے
آؤ ثقلین جو حق بات ہے وہ مل کے کہیں
ظلم کے سامنے سر اب نہ جھکایا جائے (۵)

شاعر بنیادی طور پر معاشرے کا عکاس ہوتا ہے۔ وہ قوم اور ملک کے حالات کو دیکھتا ہے پھر اُن کو الفاظ کے پیرائے میں بیان کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ عصرِ حاضر میں جس طرح ہمارے ملکی حالات بہت زیادہ خراب اور کشیدہ ہو گئے مہنگائی، بیروز گاری، اغوا، ڈکیتی اور سب سے خطرناک بم دھماکے اور خودکُش دھماکوں نے زندگی کو اجیرن کر کے رکھ دیا تھا۔ پورے ملک میں خوف وہراس کا ایک سماں تھا۔ زندگی سڑکوں پر بے چین اور بے زار نظر آتی۔ ہر طرف لاشیں ہی لاشیں بکھری ہوئی تھیں، اے پی ایس پشاور والا اندوہ ناک واقعہ جس میں سیکڑوں معصوم جانوں کے خون نے ہماری دھرتی کا منہ دیکھا۔ بچوں کے بستے، کتابیں، کاغذ اور قلم سب کچھ خون آلود ہو گئے۔ اس منظر کو دیکھ کر ہر آنکھ اشکبار تھی۔ اِسی طرح شیعہ سنی فسادات میں ہمارے بہت سے جوانوں نے وہ خون آلود منظر دیکھے جو کبھی نہیں بھلائے جا سکتے۔ رہبر اور رہزن کی پہچان ختم ہو چکی تھی اور ہمارے سب خواب دم

توڑ رہے تھے اس سارے منظر کو ثقلین جعفری نے ان اشعار میں بیان کیا ہے:

راستے اور بھی دشوار ہوئے جاتے ہیں
رہزن صاحبِ دستار ہوئے جاتے ہیں
اے میرے مالک و مختار کوئی رستہ دکھا
خواب سارے مرے مسمار ہوئے جاتے ہیں
ہر طرف آگ ہے، وحشت ہے تصادم ہے یہاں
کیسے خود کُش یہاں تیار ہوئے جاتے ہیں(۶)

ثقلین جعفری، امن، محبت اور اخلاق کے متلاشی ہیں۔ آپ معاشرے میں کسی جگہ ناانصافی اور ظلم نہیں دیکھ سکتے۔ آپ ظلمت کی تاریک رات کو روشنی میں بدلنے کے خواہاں ہیں۔ آپ کی خواہش ہے کہ میرا دیس ہمیشہ خوشیوں اور پھولوں سے بھرا رہے۔ سارے غم خوشیوں میں بدل جائیں ہر جگہ امن کا بول بالا ہو اور امن سلامتی کا یہ پرچم کبھی سرنگوں نہ ہو۔ اس حوالے سے آپ نے ایک آزاد نظم لکھی ہے جس میں آپ نے ایک بہت خوب صورت خیال پیش کیا ہے۔ آزاد نظم ہونے کے باوجود اس میں ہمیں روانی اور بہاؤ کا ایک تسلسل ملتا ہے لفظوں کو آپ نے ایسی ہنر مندی سے استعمال کیا ہے کہ لفظ خود بخود بول اُٹھے ہیں:

ظلم کے اندھیروں میں کب دیئے جلاؤ گے
کب یہ نور بکھرے گا
کب جہان مہکے گا
کوئی پھر نہ بہکے گا
امن ہر طرف ہوگا
سب کا شانت من ہوگا
سب ہی شادماں ہوں گے
سب کے غم بھی کم ہوں گے
ہاں یہی تو ہونا ہے
بس اسی کا رونا ہے
کب یہ وقت آئے گا
من کو جو کہ بھائے گا
سب سے مل کے گائے گا
وقت مسکرائے گا
ظلم کے اندھیروں میں کب دیئے جلاؤ گے(۷)

شاعر ہمیشہ اُمید اور حوصلے کی بات کرتا ہے۔ امن و آشتی کی بات کرتا ہے۔ عشق و محبت کے فسانے سناتا ہے، محرومی اور مایوسی میں جینے کے گُر بتاتا ہے۔ شاعری کی روایت میں یہ پیغام بارہا دیکھنے کو ملتا ہے۔ زندگی چلنے کا نام ہے، حرکت میں برکت

ہے۔ ثقلین جعفری کے بہت سے اشعار ہمیں جینے کا حوصلہ دیتے ہیں جن میں ہمیں خیر، محبت اور خیر سگالی کا جذبہ بدرجۂ اُتم دکھائی دیتا ہے۔ وہ تمام عصبیتوں سے بالاتر ہو کر سب کو ایک دیکھنا چاہتے ہیں۔ وہ رحم دل بھی ہیں اور ادب شناس بھی۔ آپ کے بارے میں ایک جگہ ڈاکٹر شاہد اشرف ایک جگہ یوں رقم طراز ہیں:

> ''اُن کی شاعری کا ایک نمایاں پہلو خیر طلبی اور خیر سگالی ہے۔ وہ خیر کے نمائندے ہیں اور مثبت قدروں کا احیا چاہتے ہیں۔ وہ انسان سے بھلائی اور ہمدردی رکھتے ہیں۔ انہیں بلاتخصیص مذہب و قومیت انسان عزیز ہے وہ ایک رحم دل اور حساس انسان ہیں۔ اس لیے ہر بے اعتدالی، ناہمواری اور بدحالی پر رنجیدہ نظر آتے ہیں۔ اس طرح معاشی ناہمواری سے سخت نالاں ہیں بگاڑ کی کوئی صورت انہیں قبول نہیں اور وہ اس کے خلاف آواز بلند کرتے دکھائی دیتے ہیں۔''(۸)

ثقلین جعفری کی غزلوں میں ہمیں بہت سے موضوعات ملتے ہیں۔ آپ نے جس ژرف نگاہی اور عینک سے معاشرے کو دیکھا ہے۔ وہ آپ کے گہرے مشاہدے کی ترجمانی کرتا ہے۔ آپ نے زندگی، تماشہ، بھوک، افلاس، غربت، لاچاری، بدن، نوچ، ابنِ ادم، بلکتے بچے، دلاسہ اور چپ جیسے ایک ہی قبیل کے الفاظ کو نہایت ہنرمندی اور کاریگری سے ایک غزل کا حصّہ بنایا ہے۔ یہ تمام لفظ اپنے اندر معنی کی ایک داستان رکھتے ہیں۔ ہر لفظ موضوع اور معنی کے اعتبار سے اپنا الگ ایک حجم رکھتا ہے۔ آپ نے اس غزل میں معاشی اور معاشرتی مسائل اور رویّوں کو بیان کرنے کی کوشش کی ہے۔ طبقاتی کشمکش کا ایک منظر بھی آپ کو اس میں نظر آئے گا۔ چھوٹی بحر کی اس غزل میں ثقلین جعفری نے اپنے خیالات کو یوں پیش کیا ہے۔ جس کی مثال اردو ادب میں بہت کم دکھائی دیتی ہے۔ غزل دیکھیں:

زندگی کا یہی خلاصہ ہے
ہر کسی کا الگ تماشہ ہے
بھوک، افلاس اور لاچاری
سب غریبوں کا یہ اثاثہ ہے
نوچ کر کھائے جا رہا ہے بدن
ابنِ آدم کا بس یہ خاصہ ہے
بھوک سے ان بلکتے بچوں کا
کوئی پُرسہ نہ کچھ دلاسہ ہے
اب تو ثقلین پہ ہے چپ طاری
کچھ بھی کہنے کو اب بچا کیا ہے(۹)

بعض لوگ شاعری کو بھی افسانے کی طرح من گھڑت کہانی، خیالات کا تال میل اور لفظی ہیر پھیر سمجھتے ہیں۔ مگر ایسا نہیں ہے۔ بعض کا خیال ہے کہ شاعری وقت کا ضیاع ہے۔ مگر ایسا بھی نہیں ہے شاعری بالکل سچے جذبوں کی عکاسی کرتی ہے۔ شاعری کے اندر نفسیات، احساسات اور جذبات کی ایسی ایسی پرتیں کھولی جاتی ہیں کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ ثقلین جعفری نے

اپنی غزلوں کے اندر سچ بیان کرنے کی کماحقہ کوشش کی ہے۔ وہ سچ اور حقیقت کا ساتھ دیتے ہیں آپ کے ایک ایک شعر کے اندر معنی کا ایک جہاں آباد ہے۔ آپ انسان دوست اور علم سے محبت کرنے والے انسان ہیں۔ آپ کے متعلق ایک جگہ مشہور شاعر نذیر قیصر نے یوں لکھا ہے:

> ثقلین جعفری ایک مہذب، نفیس اور پُرخلوص محبت تقسیم کرنے والی شخصیت ہیں اور آپ کی شاعری میں بھی یہ ساری صفات جھلملاتی ہیں ایسا بہت کم ہوتا ہے کہ ہم جیسے ہیں ویسے دکھائی بھی دیں اور ہماری باطنی زندگی ہماری ظاہری زندگی سے سچائی کے ساتھ آشکار ہو۔ میں نے کہیں لکھا تھا کہ شاعری میں سچ کے لیے جگہ دریافت کر لی ہے اور یہ جگہ وہی شاعر دریافت کرسکتا ہے جس کی زندگی میں سچ کی یہ جگہ موجود ہوتی ہے۔'' (۱۰)

آپ کی شاعری میں ہجر و وصال کے قصّے بھی ملتے ہیں اور محبوب سے بچھڑنے کا غم بھی، ماضی کی بھولی بسری یادیں بھی ملتی ہیں اور صنم کے لب و رخسار بھی، جہاں آپ نے حقیقی محبت کی بات کی ہے وہاں آپ نے مجازی محبت کے غم کو بھی بیان کرنے کی کوشش کی ہے۔ آپ نے غزل کے ساتھ ساتھ اردو نظم میں بھی طبع آزمائی کی ہے اور آپ کا یہ تجربہ کافی حد تک کامیاب دکھائی دیتا ہے۔ آپ دراصل محبت کے شاعر ہیں جس کی جھلک آپ کو ''محبتوں میں کمال کیسے''، میں بھی ملتی ہے۔ ثقلین جعفری واقعی محبت میں کمال کرتے ہیں۔ آپ کی محبت ایک جگہ یوں گویا ہوتی ہے۔ آپ محبوب کی یاد کو یوں بیان کرتے ہیں:

بارشوں کے موسم میں جب بھی یاد آتے ہو
دل میرا دکھاتے ہو
جب سے چُھپ گئے ہو تم
چار سو اندھیرا ہے
روشنی، ہوا، بارش
سب یہ استعارے ہیں
ہر کسی کو پیارے ہیں
پر مجھے نہیں بھاتے
چین ہی نہیں آتا بےقراری رہتی ہے
اور مجھ سے کہتی ہے
اُس کو ڈھونڈ لاؤنا
اُس کو پھر مناؤنا (۱۱)

کسی کسی جگہ ثقلین جعفری نے اپنے اشعار کے اندر عالم گیر بات کی ہے، وہ پوری دنیا کو حرص و ہوا سے پاک دیکھنا چاہتے ہیں۔ وہ پوری دنیا کو امن کا گہوارہ دیکھنا چاہتے ہیں وہ دنیا کو جنت کا روپ دینا چاہتے ہیں۔ گویا آپ کی شاعری میں ایک عالم گیر پیغام ہے وہ کسی ایک قوم، ملک یا معاشرے کے لیے بات نہیں کرتے بل کہ وہ چاہتے ہیں کہ میرا یہ سندیسہ پوری دنیا میں جائے اور پوری دنیا میں سچ کا بول بالا ہو جائے۔ ثقلین جعفری کے جذبے سچے اور کھرے ہیں وہ کسی جگہ بھی تعصّب یا فرقہ

واریت کی بات نہیں کرتے بل کہ وہ کہتے ہیں کہ سب سے پاکیزہ رشتہ محبت اور انسانیت کا ہے وہ سب کو ایک نظر سے دیکھتے ہیں۔ آپ کے لہجے میں اپنائیت اور خلوص کا شدید احساس ملتا ہے، آپ نے کسی جگہ بھی کوئی ایسی بات نہیں کی جو معاشرے کے کسی فرد کی دل آزاری کرے۔ وہ لوگوں کے اتحاد و یگانگت کی بات کرتے ہیں، وہ اتفاق اور تنظیم کا درس دیتے ہیں۔ ثقلین جعفری کے طرزِ بیان میں حلاوت اور شیرینی کا لطیف احساس کئی دریچوں کو نیم وا کرتا ہے۔ ایک غزل معاشرے کی یوں ترجمانی کرتی ہے:

ایسا اخلاص کا جہاں بن جائے
بے زبانوں کا ترجماں بن جائے
جو خبر دے ہمیں محبت کی
کاش دنیا وہی جہاں بن جائے
چھوڑ دیں لوگ حرص دنیا کو
اک عقیدت کا آستاں بن جائے
کوئی مایوس ہو اور نہ ہو ناشاد
زندگی اتنی مہربان ہو جائے
ساری دنیا ہی مثلِ جنت ہو
ایسے ثقلین یہ جہاں بن جائے(۱۲)

تمام اصنافِ سخن میں غزل اپنا ایک الگ مقام و مرتبہ رکھتی ہے۔ اس کا ہر شعر اپنے اندر ایک الگ موضوع رکھتا ہے۔ غزل کا میدان اتنا وسیع ہے کہ اِس کے اندر آپ کو ہزاروں رنگ ملیں گے۔ ثقلین جعفری کی غزل میں آپ کو بے شمار موضوعات نہایت مکمل انداز میں ملیں گے۔ آپ کی اس خوبی کو ڈاکٹر شاہد اشرف نے یوں بیان کیا ہے:

''غزل کا ہر شعر اکائی کی حیثیت رکھتا ہے۔ اُن کے ہاں غزلِ مسلسل کے ساتھ ساتھ کئی غزلوں کے اشعار میں بھی الگ الگ موضوع اور مضمون ملتا ہے۔ اس طرح غزل مختلف مضامین کا دستہ بن جاتی ہے۔ وہ ایک ہی غزل کو سماجی، سیاسی، اور رومانی اشعار سے مزیّن کر کے قاری کو مختلف ذائقوں سے آشنا کرتا ہے۔''(۱۳)

آپ کی کچھ غزلوں میں کلاسیکی کہیں کہیں آپ نے کلاسیکیت اور جدت کو جوڑنے کے تجربے کئے ہیں جس میں آپ کامیاب دکھائی دیتے ہیں۔ آپ اپنے اردگرد بکھرے ہوئے الفاظ کو دائیں بائیں سے چُن کر ایک لڑی میں ایسے پروتے ہیں گویا یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ الفاظ بطورِ خاص ثقلین جعفری کی غزلوں اور اشعار کے لیے اُترے ہیں۔ محبت کے جذبے سے سرشار ثقلین جعفری محبت اور امن کا درس دیتے ہوئے غم کو چھپانے کا یوں ایک طریقہ ڈھونڈتے ہیں:

فصیلِ ذات میں ہم در کو بھی بنائیں گے
پھر اس میں سارے زمانے کے غم چھپائیں گے
کبھی جو تم سے ملاقات ہو گی فرصت میں
تو اپنے ہجر کے قصّے تمھیں سنائیں گے(۱۴)

عورتوں اور اُس کے متعلقات کو اپنی حسنِ جمال سے بیان کرنا شاعری میں رومانویت کہلاتا ہے۔ یوں ہم نے اس کے دائرہ کار بہت محدود کر دیا ہے۔ جب کے کائنات کی کسی بھی چیز سے عشق اور پیار کو اپنے رس بھرے الفاظ میں والہانہ لگاؤ سے بیان کرنا کا نام بھی رومانویت ہے۔ دراصل رومانویت ایک جذبہ ہے وہ عورت سے ہو یا کسی بھی اور چیز سے مگر ہر شاعر یا ادیب کا اپنا ایک بیانیہ ہے۔ ثقلین جعفری کی شاعری میں بھی ہمیں رومانیت کا رنگ بہت واضع انداز میں ملتا ہے لیکن آپ کی رومانویت کا مرکز و محور صرف اور صرف ایک حسینہ ہے اور وہ بھی اختر شیرانی جیسی جو کبھی تو گھر سے بازار تک چلی آتی ہے اور کبھی آپ اُس کی شوخ اداؤں پر مر مٹتے ہیں، کبھی اس کی تصویر سینے سے لگاتے ہیں اور کبھی ایک پل بھی اُس حسینہ کی یاد سے غافل نہیں ہوتے کبھی اُس کی آنکھوں میں پوری دنیا کو دیکھتے ہیں تو کبھی اُس کے ہجر کو بھی وصال سمجھتے ہیں۔ کبھی چاند کو اُس کے جمال سے تشبیہ دیتے ہیں اور کہتے ہیں:

چاند دیکھا تو یہ کہا دل نے
یہ تو اُس کے جمال جیسا ہے (۱۵)

کبھی کہتے ہیں:

ہائے ثقلین وہ تیرے پیچھے
گھر سے بازار تک چلی آئی (۱۶)

آپ کی شاعری میں رومانویت کے ساتھ ساتھ دکھ، درد، غم اور ہجر کا بھی نوحہ ملتا ہے۔ ثقلین جعفری زمانے اور دوستوں کی بے حسی پر نوحہ کناں ہیں۔ وہ دوست جو آپ کو راستے میں چھوڑ کر چلے گئے ہیں۔ ثقلین جعفری کہتے ہیں غیر تو غیر یہاں تو اپنے بھی چہرہ بدل گئے ہیں اور جب کوئی اپنا بنا کے چھوڑ جاتا ہے تو اُس وقت دکھ اور درد کی چوٹ بہت گہری لگتی ہے، جس کا اظہار ثقلین جعفری کچھ یوں کرتے ہیں:

جس طرح خواب ٹوٹ جاتے ہیں
اِس طرح ساتھ چھوٹ جاتے ہیں
چور ، ڈاکو کا کیا کریں شکوہ
اب تو احباب لُوٹ جاتے ہیں (۱۷)

ثقلین جعفری جھوٹی اناؤں کے قائل نہیں ہیں۔ وہ ظاہری بناؤ سنگھار اور جھوٹی کہانیوں سے بہت نفرت کرنے والے انسان ہیں۔ وہ حقیقت اور صرف حقیقت نگاری کو پسند کرتے ہیں۔ وہ اپنے سچے اور سُچے جذبوں کو لوگوں تک پہنچانے کے قائل ہیں۔ وہ کہتے ہیں جو کچھ آپ کی زبان پر ہے وہی دل میں ہونا چاہیے۔ وہ ظاہر اور باطن ایک جیسا دیکھنا چاہتے ہیں۔ وہ لگی لپٹی باتوں کو اپنی شاعری کا حصّہ نہیں بناتے بلکہ اپنے احساسات اور جذبات کو یوں زبان دیتے ہیں:

احساس کے دریچوں اب کھول دیجئے
جو کچھ ہے دل میں آج وہ سب بول دیجئے
منزل ملے گی آپ کو بس دو قدم کے بعد
جھوٹی انا کو پاؤں تلے رول دیجئے (۱۸)

ڈاکٹر شاہد نے آپ کی فکر، سوچ، لب و لہجے، موسیقیت، اسلوب اور فنی مہارتوں کو ایک جگہ یوں خراجِ تحسین پیش کیا ہے:

> ''ثقلین جعفری کی شاعری اُس تازہ کاری کی غماز ہے جسے جدید شعرا نے اپنی فکری و فنی مہارتوں سے مزّین کیا وہ شعری لہجے سے خوب آگاہ ہیں اور اُن کا عصری اسلوب صاف نظر آتا ہے۔''(۱۹)

ثقلین جعفری اردو غزل کی روایت کا ایک معتبر حوالہ ہے۔ آپ اہل بیت کے گھرانے کے محافظ بھی ہیں اور سچے عاشقِ رسول بھی، آپ کا دل عشقِ نبیؐ میں اس طرح ڈوبا ہوا ہے کہ آپ پر شعروں اور مصرعوں کا نزول ہوتا ہے۔''محبتوں میں کمال کیسے'' آپ کی پوری کتاب آورد نہیں بل کہ آمد کا ایک حسین اور خوب صورت مرقّع ہے۔ آپ کے ہاں موضوعات کا تنوع، مصرعوں کی بُنت اور تغزّل کا ایک نیا رنگ ملتا ہے۔ آپ نے چھوٹی بحر کے مصرعوں میں ایک بڑے موضوع کو نہایت ہنرمندی سے سمویا ہے۔ آپ کی شاعری میں آپ کو کلاسیکیت اور جدّت کا ایک سنگم نظر آئے گا۔ ثقلین جعفری نے نہایت سادہ قافیہ ورد یف میں خیالات کو منفرد انداز میں پیش کیا ہے۔ آپ کی شاعری میں کسی دوسرے شاعر کا عکس دکھائی نہیں دیتا بل کہ آپ کا اپنا ایک اسلوب ہے جو معتبر اور معیاری ہونے کے ساتھ ساتھ شگفتگی اور شائستگی کا حامل ہے۔ دورِ حاضر میں منظرِ عام پر آنے والی شاعری کی کتابوں میں ''محبتوں میں کمال کیسے'' اپنی انفرادیت اور جدّت کی وجہ سے ادبی حلقوں میں ایک خاص مقام رکھتی ہے۔ آپ نے اردو غزل کو ایک مضبوط اور توانا لب و لہجہ بخشا۔ آپ محسن نقوی، امجد اسلام امجد، احمد ندیم قاسمی، عباس تابش، اسلم کولسروی، افتخار عارف اور نذیر قیصر کے قبیلے کے ایک اہم رکن ہیں۔ آپ کا شمار دورِ جدید کے بہترین شعرا میں کیا جا سکتا ہے۔

حوالہ جات

۱۔ ثقلین جعفری، محبتوں میں کمال کیسے، لاہور: نگارشات پبلشرز، ۲۰۲۱ء، ص:۱۹

۲۔ ایضاً، ص:۲۸

۳۔ ایضاً، ص:۵۸۔۶۸

۴۔ شاہد اشرف، ڈاکٹر، مضمون: ثقلین جعفری کا نقشِ اوّل، مشمولہ: محبتوں میں کمال کیسے، از ثقلین جعفری، ص:۱۳

۵۔ ثقلین جعفری، محبتوں میں کمال کیسے، ص:۱۱۰۔۱۱۱

۶۔ ایضاً، ص:۱۰۹

۷۔ ایضاً، ص:۳۶۔۳۷

۸۔ شاہد اشرف، ڈاکٹر، مضمون: ثقلین جعفری کا نقشِ اوّل، مشمولہ: محبتوں میں کمال کیسے، از ثقلین جعفری، ص:۱۵۔۱۶

۹۔ ثقلین جعفری، محبتوں میں کمال کیسے، ص:۲۱۲

۱۰۔ نذیر قیصر، بیرونی فلیپ: محبتوں میں کمال کیسے، از ثقلین جعفری،

۱۱۔ ثقلین جعفری، محبتوں میں کمال کیسے، ص:۳۲

۱۲۔ ایضاً، ص:۱۸۶۔۱۸۷

۱۳۔ شاہد اشرف، ڈاکٹر، مضمون: ثقلین جعفری کا نقشِ اوّل، مشمولہ: محبتوں میں کمال کیسے، از ثقلین جعفری، ص:۱۵

۱۴۔ ثقلین جعفری، محبتوں میں کمال کیسے، ص:۲۳۵

۱۵۔ ایضاً، ص:۱۷

۱۶۔ ایضاً، ص:۱۳۹

۱۷۔ ایضاً، ص:۱۸۸

۱۸۔ ایضاً، ص:۳۹

۱۹۔ شاہد اشرف، ڈاکٹر، مضمون: ثقلین جعفری کا نقشِ اوّل، مشمولہ: محبتوں میں کمال کیسے، از ثقلین جعفری، ص:۱۳

☆......☆......☆